جمیل الدّین عالی کی شخصیت پر اردو اکیڈمی شمالی امریکہ کی جانب سے ایک نشست

جمیل الدّین عالی

از قلم کوثر سیّد

۱۵ مارچ ، ۲۰۱۵ ، اتوار کے دن، چاندنی ریسٹورنٹ نیوآرک میں ماہانہ ادبی محفل کا انعقاد ہوا۔ حسبِ معمول محفل دو ادوار پر مبنی رہی: پہلے دور میں اردو ادب کی مشہور شخصیت جناب جمیل الدّین عالی کی زندگی اور شاعری کے بارے میں گفتگو کی گئ۔ ایک چھوٹے وقفہ کے بعد دوسرے دور میں بوجھو تو جانیں ، اردو محاوروں پہ گفتگو اور گلہا ئے رنگا رنگ، کہ جس میں کچھ لوگ اپنی پسند کے شعرا کا کلام سامعین کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، طے پایا۔ وقت کی کمی کی وجہ سے بوجھو تو جانیں کو آئندہ کی کسی محفل کے لئے رکھ دیا گیا اس لئے دوسرے دور میں صرف گلہا ئے رنگا رنگ کو ہی جگہ مل پائ۔

سب سے پہلے تاشی ظہیر صاحب نے آنے والے حضرات کو خوش آمدید کہا اور دو نوں ادوار کے متعلّق سب کو آگاہ کیا۔ ساتھ ہی دو نوں ادوار کے منتظمین کا تعارّف بھی کرایا۔ اس بار پہلے دور کی نظامت جناب معیز خان صاحب نے سنبھالی اور بہت خوبصورتی سے اس کام کو سر انجام دیا۔ معیز خان صاحب یہ ذمّہ داری پہلی بار نبھا رہے تھے۔ دوسرے دور کی نظامت جناب ارشد رشید صاحب کی نذر کی گئ۔ محفل کی صدارت کے لئے جناب سیّد اسلم صاحب کو زحمت دی گئ ، جنہوں نے اس درخواست کو قبولیت بخش کر اردو اکادمی کی عزّت افزائ کی۔

محفل کی با قائدہ شروعات سے پہلے تاشی صاحب نے اردو کی مشہور و معزّز شاعرہ ادا جعفری کے انتقال کی افسوسناک خبر سے سب کو آگاہ کیا اور کچھ لمحے خاموشی کے ساتھ، سب نے مل کر ان کے لیے دعاءِ مغفرت کی۔ اس کے بعد تاشی صاحب نے ادا جعفری کے متعلّق کچھ باتیں ،جاذب قریشی صاحب کے حوالے سے ،ان کی کتاب شاعرات سے لے کر کہیں، پھر جناب جمیل الدین عالی کی شاعری اور دوہوں کے بارے میں کچھ باتیں کیں اور پھرمعیز خان صاحب کو محفل کی نظامت سونپ دی۔

جمیل الدّین عالی کی ولادت ۲۰ دسمبر ۱۹۲۵ میں دہلی میں ہوئ ۔ ان کے والد سر امیر الدّین خان لوہارو کے نواب تھے اور نوابی طبیعت کے مالک ہونے کے ساتھ ساتھ شاعری بھی کرتے تھے ۔ ان کی

والدہ سیّدہ جمیلہ بیگم میر درد کے خاندان سے تھیں۔ ان کے دادا نواب علا ؤالدّین احمد خان علائیؔ، مرزا اسد اللہ خان غالب کے دوست اور شاگرد تھے۔ والد کی طرف سے عالی جی کو شانِ شاہی حاصل ہوئی تو والدہ کی طرف سے صوفی خیالات اور احساسِ ساداتی و خاکساری۔

عام طور پر جیسے شاعر حضرات کم سنی سے ہی شعر کہنا شروع کر دیتے ہیں عالی صاحب کا بھی کچھ یہی معاملہ رہا۔ ساتویں جماعت کے آخری عرصے میں پہلا شعر کہا۔ جو کچھ یوں تھا:

تیری دوری کے سبب دل بھی خفا ہوتا ہے

مدّتوں کا میرا ساتھی یہ جدا ہوتا ہے

عالی صاحب یہ شعر لے کر اپنے والد کے چچا زاد بھائی نواب سراج الدّین خان سائلؔ دہلوی کے پاس گئے، جو اس زمانے کے استاد شاعر تھے۔ جب کہا گیا کہ اس شعر کو اصلاح کی ضرورت ہے تو عالی منع کرنے لگے کہنے لگے کے ہم کیوں اصلاح لیں شعر پسند ہے تو سنئے ورنہ نہیں۔ انہیں کسی کا شاگرد ہونا قبول نہیں تھا۔ البتہ جب بھی شعر کہتے عالی جی سائلؔ دہلوی کو سنا دیا کرتے۔ اسی طرح ان کا شاعری کا سلسلہ آگے چلتا رہا۔

جمیل الدّین عالی نے ابتدائی پڑھائی ،گھر میں ہی کی اور پانچویں جماعت سے اینگلو عر بک ہائی اسکول میں پڑھنا شروع کیا، جہاں سے انہوں نے میٹرک پاس کیا۔ اینگلو عر بک کالج سے انٹر کیا اور۱۹۴۴ میں بی اے پاس کیا۔ کالج کے بعد بلند شہر اپنے چچاکے گھر رہے جہاں ان کی بیٹی طیّبہ بانو کی طرف ان کا دل مائل ہو چلا۔اب مسئلہ یہ ہوا کہ طیّبہ بانو عمر میں عالی صاحب سے ۵ سال بڑی تھیں۔عالی صاحب نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دیتے ہوئے اپنے چچاسے شادی کی اجازت طلب کر لی، جس کے جواب میں انہوں نے بیٹی کو بلا کر سیدھا سوال کر دیا کہ کیا وہ اس نوابانہ طبیعت رکھنے والے شاعر کے ساتھ گزارہ کر لیں گی۔ جواب میں ہاں پا کر، ۱۹۴۷ء میں عالی اور طیّبہ بانو کی شادی ایک سادہ سی محفل میں کر دی گئی ۔

اب عالی جی نے ایم اے کا ارادہ ردّ کرتے ہوے ذریعۂ معاش تلاش کرنا شروع کیا۔۱۹۴۵ سے ۱۹۴۷ تک کئی شہروں میں نوکری کی تلاش کی مگر کامیاب نہ ہوئے۔ اس میں ان کی نوابی طبیعت کو وجہ ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اسی دوڑ دھام میں انڈییَن سکرٹیریٹ کے کسی افسر سے ملاقات ہوئی جنھوں نے تجارتی ادارے میں درخواست دینے کی صلاح دی، جس کے سبب محکمۂ معاشیات میں اسسٹنٹ کی نوکری مل گئی۔ پھر آگے چل کر ایم اے بھی مکمّل کیا۔

کچھ وقت بعد ملک کی تقسیم کا مرحلہ آیا، اور عالی صاحب نے پاکستان جانا پسند کیا، حالانکہ ان کی والدہ نے دہلی نہ چھوڑی۔ ۱۳ اگست۱۹۴۷ کو کراچی پہنچے۔ سرکاری افسر ہونے کے سبب ابیسینا لاین میں کوارٹر ملا ،جہاں طیّبہ بانو اور دو بیٹیوں کے ساتھ رہنے لگے۔ اس چھوٹی سی جگہ میں عالی جی جان پہچان والے مہاجرین کی خوب مہمان نوازی کرتے۔

دہلی کے حالات زیادہ خراب ہونے کے سبب ان کی والدہ کو بھی پاکستان کا روخ کرنا پڑا، اور وہ اپنی دو بیٹیوں کو لئیے اس مختصر سی پناہ گاہ میں عالی جی کے ساتھ رہنے لگیں۔عالی جی اور طیّبہ بانو کے ماشا اللہ چار بیٹے اور دو بیٹیاں ہیں۔ ان کے ایک فرزند راجو جمیل ٹی وی کے لیے اداکاری کرتے ہیں۔

جلد ہی عالی صاحب نے سی ایس ایس کا امتحان دیا پر اردو کے پرچے میں ناکام ہوئے تو دوبارہ کوشش کرنے لگے۔ فیس کے لیے پیسہ جمع کرنے کے لیے یہ رات میں کسی اخبار میں کام کرتے جس کے عوض انہیں ۵۰ روپے ملتے تھے۔ اس رقم سے دوبارہ فیس بھری اور امتحان دیا اور کامیاب بھی رہے۔ پھر انٹرویو کے بعد انہیں انکم ٹیکس میں افسر کے طور پر رکھ لیا گیا۔ حالانکہ یہ کام زیادہ نہ چل سکا۔ عالی صاحب نہ کسی کی افسری برداشت کر پاتے نہ ہی کسی پر زیادتی ہوتے دیکھنا گوارا کرتے۔ ان کی انصاف پسندی اور نوابی طبیعت اکثر انہیں نوکری چھوڑنے پر مجبور کر دیتی۔

۱۹۵۱ میں پاکستان کی سِوِل سروِس میں کام کیا ۔ ۱۹۶۷ میں نیشنل بینک میں سینیر ایگزیکٹو وائس پریذیڈنٹ کا کام سر انجام دیا اور اسی عہدے سے رٹائر ہوئے ۱۹۷۱ میں کراچی یونیورسٹی سے ایف ای ایل اور پھر ایل ایل بی مکمّل کیا ۔ اس طرح ان کی زندگی میں اتار چڑھاؤ آتے رہتے۔ مگر کہیں بھی رہے اپنی ایمانداری کا دامن کبھی نہ چھوڑا ، کسی بھی عہدے میں ،کسی قسم کا نا جائز فائدہ نہیں اٹھایا۔

عالی جی نے غزلیں بھی کہیں، نظمیں بھی، دوہے اور نغمات بھی ۔ کئ ملّی نغمے بھی لکھے جو بےحد مشہور بھی ہوے۔ انہوں نے مشاعروں میں شرکت سے اپنی پہچان بنائ مگر غزلوں سے زیادہ ان کے دوہے عوام کو پسند آئے ۔ جہاں جاتے دوہوں کی فرمائش کی جاتی۔ نثرمیں ان کی ملک کی محبّت اور تلاشِ علم خاص طور سے ابھر کر آتی ہے۔اخبارات میں۱۹۶۵ سے کالم لکھ رہے ہیں۔ پچھلے ۴۵ سال سے انجمنِ ترقّیِ اردو کی خدمات ادا کر رہے ہیں ۔ اردو ڈکشنری بورڈ کے چیئر مین بھی رہے ۔ اردو کالج کو اردو یونیورسٹی بنانے میں عالی جی کی بڑی محنت شامل رہی ہے۔ آج بھی ان کے کالم چھپ رہے ہیں اور ملک کی کئ زبانوں کی خدمت کرتے اور کئ پرانی مطبوعہ اور غیر مطبوعہ کتابوں کو منظرِ عام پر لاتے رہے ہیں۔

جمیل الدّین عالی نے اردو زبان میں ہندی بھاشا کی میٹھاس گھول کر ادب کی دنیا میں اپنا ایک خاص اور اچھوتا مقام بنایا ہے۔ دوہے کہنے میں بے مثال اور شاعری اور نثر میں منفرد انداز کے مالک عالی جی نوجوانوں کے لیے ایک راہنما ہیں۔

پہلے دور میں عالی جی کی شاعری پڑھنے والے حضرات کچھ یوں تھے:

۱) جناب منظر سلام صاحب — جب محبّت نصیب ہوتی ہے — دل کی حالت عجیب ہوتی ہے

۲) جناب مبین خلیل صاحب — اب یہ کیفیّتِ دل ہے کہ چھپائے نہ بنے

۳) جناب ارشاد خا ن صاحب — کہیں تو ہوگی ملاقات اے چمن آرا

۴) جناب تصدّق حسین عطّاری صاحب — بے سبب تجھ سے ہر اک بات پہ نالاں ہونا

۵) محترمہ کوثر سیّد صاحبہ — حالِ غمِ فراق سنایا نہ جائیگا

۶) محترمہ تاجور صاحبہ — کیا کیا دئیے فریب ہر اک اعتبار نے

۷) محترم جناب ظفر شاہ صاحب — نہیں کہ تیری تمنّا کا سلسلہ نہ رہا

۸) محترم جناب عبد الستّار غزالی صاحب — حقیقتوں کو فسانہ بنا کے بھول گیا

۹) محترم جناب اسحاق ناگپور والا صاحب — وہ حوصلے بھی نہیں وہ جوانیاں بھی نہیں

۱۰) محترمہ لبنی منظر صاحبہ — (دوہے) جسے یہ چھو لیں وہ ہے سونا آپ ہیں خالی ہاتھ

۱۱) محترمہ شمس النہار صاحبہ — کسی کو نازِ خِرَد ہے کسی کو فخرِ جنوں

۱۲)محترم جناب خالد را ناصاحب — گلہ نہیں جو وہ بیگانہ وار گزرے ہیں

۱۳) محترم جناب نا گیش اودھانی صاحب (با ترنم) — خدا کہوں گا تمہیں ناخدا کہوں گا تمہیں

اسی طرح ایک باترنّم پیشکش کے ساتھ محفل کے پہلے دور کا اختتام ہوا اور ایک چھوٹا سا وقفہ لیا گیا جس میں چاندنی ریسٹورانٹ کے مالک، سیّد ثروت کی جانب سے چائے کے ساتھ کچھ لوازمات بھی پیش کیۓ گۓ۔

دوسرے دور میں وقت کی کمی کے سبب صرف گلہا ۓ رنگا رنگ کی محفل سجی جس میں کچھ افراد نے اپنی پسند کے اشعار اور غزلیات سب کو سنائے۔ اس دور کی نظامت محترم جناب ارشد رشد صاحب کے سپرد کی گئ ، جنہوں نے ایک نۓ انداز سے قارئین کو دعوتِ سخن دی کہ ہر فرد کو ایک شعر کے ذریعہ اسٹیج پر مدعو کیا گیا ۔ اس دور کی صدارت بھی سیّد اسلم صاحب نے فرمائ ۔

ارشد را شد صاحب نے اس دور کا آغاز محترمہ ادا جعفری کے کچھ اشعار سے کیا ۔ شرکائے محفل کی ترتیب کچھ اس طرح سے رہی:

۱) محترم جناب اظہر شاہ صاحب محبّت کرنے والے کم نہ ہوں گے تیری محفل میں لیکن ہم نہ ہوں گے - شاعر جناب حفیظ ہوشیارپوری

۲) محترم جناب ناصر حسین خان صاحب ہوتا رہا ہے حسن کا عرفاں کبھی کبھی دیکھے ہیں ہم نے چاک گریباں کبھی کبھی - شاعر جناب حامد حسین خان ثاقب (ناصر صاحب کے والدِ بزرگوار)

۳) محترم جناب اسحاق ناگپور والا صاحب دامنِ زیست کو اشکوں سے بھگو لیتے ہیں جن کو ہنسنا نہیں آتا ہے وہ رو لیتے ہیں - شاعر جناب اختر گوالیاری

۴) محترم جناب ڈاکٹر نظیر احمد سرودِ حلال - شاعر جناب علّامہ اقبال

۵) محترم جناب تصدّق حسین عطّاری صاحب یوں تیری رہ گزر سے ہم دیوانہ وار گزرے - شاعرہ مینا کماری ناز صاحبہ

زاہد نے میرا حاصلِ ایماں نہیں دیکھا شاعر جناب اصغر گونڈوی

۶) محترم جناب عبد الستار غزالی صاحب شبِ فراق ہے بستر پہ جل رہا ہے کوئ شاعرہ محترمہ رعنا تبسّم

۷) محترم جناب شان سیگل صاحب دل کی بات لبوں پر لاکر اب تک ہم دکھ سہتے ہیں شاعر جناب حبیب جالب صاحب

۹) محترم جناب سیّد اسلم صاحب (صدرِ محفل) دل ہے ہیرے کی کنی جسم گلابونوالا - شاعر جناب منظر بھوپالی

۱۰) محترمہ کوثر سیّد صاحبہ یہ تو بس دیارِ سوال ہے، کہیں ہوگا شہرِ جواب اور - شاعر جناب اجمل صدّیقی دہلوی

۱۱) محترم جناب خالد رانا صاحب بھیگی بھیگی رت بستی میں ساون چھوڑ گیا - شاعر جناب حلیم قریشی

۱۲) محترم جناب نا گیش اودھانی صاحب جنہیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں زمینوں میں - شاعر جناب علّامہ اقبال

اور اس طرح محفل کی آخری منزل بھی طے ہوئ اور آنے والے افراد ایک نئی شخصیت کے اعزا ز کی امید لیے رخصت ہوئے۔